پیر عبد القادر شاہ صاحب کا علمی رد
شیخین پر اعتراضات کے مکمل جوابات
حُسَامُ الْمُنِیرِ
عَلٰی الطَّاعِنِ الشَّرِیْرِ
تالیف
بدرِ منیر
علامہ منیر عباس چشتی
اسلام آباد

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب حُسَامُ الْمُنِیرِ عَلَي الطَّاعِنِ الشَّرِیرِ

مصنف علامہ منیر عباس چشتی

واٹس ایپ 00601140235617

پروف ریڈنگ حریرہ منیر

نظرثانی بدرالرحمن (اسلام آباد)

کمپوزنگ حسنان رضا

کتب خانے جہاں دستیاب ہے

(گزارش)

شعبہ پروف ریڈنگ اور بالخصوص تلامذہِ مؤلف نے انتہائی محنت ولگن اور توجہ کے ساتھ اس کتاب کو دیکھا، تاہم غلطی یا کوتاہی بشری تقاضوں میں شامل ہے۔ کسی جگہ آپ کو تحریر میں کمی بیشی یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو براہ کرم مذکورہ بالا نمبر پر آگاہ فرمائیں۔

انشاللہ بہت جلد اس غلطی کو دور کیا جائے گا اور دیگر تحقیقی ابحاث کے ساتھ ساتھ دیگر علماء کرام کی تقاریظ (جو کچھ دن تک پہنچنے والی ہیں) کو بھی شاملِ کتاب کیا جائے گا۔

گدائے کوچہ صحابہ واہلبیت محمد انس منیر و محمد حسنان منیر

شرف انتساب

مولا کائنات، مولا مرتضی، شیر خدا، خیبر شکن، ابوالتراب، اسرار الانبیاء، سیدنا امام **علی بن ابی طالب** کرم اللہ وجہہ الکریم

جن کا فرمان ذیشان ہے!

لَا اَجِدُ اَحَدًا فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ۔

”جسے میں پاؤں گا کہ شیخین (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) سے مجھے افضل بتاتا (اور مجھے ان میں سے کسی پر فضیلت دیتا) ہے اسے مُفتری (افتراء و بہتان لگانے والے) کی حد ماروں گا کہ اَسّی (80) کوڑے ہیں۔

جن کی ضرب سے تفضیلی کا دل دھڑکنا چھوڑ کر کھڑکنا شروع کر دیتا ہے۔

نگاہِ اولیں

الحمد للہ الذی لم یزل عالماً قدیرا حیاً قیوماً سمیعاً بصیراً و اشھد ان لا الہ

الا اللہ وحدہ لا شریك لہ وا كبرہ تكبیراً ۔ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ و

صلی اللہ علی سیدنا محمدن الذی ارسلہ الی الناس كافۃ بشیراً ونذیرًا ۔ و علی

الہ و صحبہ وسلم تسلیماً كثیرا كثیرا ۔

اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

لِیَغِیْظَ بِہِمُ الْكُفَّارَ ۔ صدق اللہ العظیم ۔

حضراتِ صحابہ کرام سے محبت اہلسنت کے نزدیک ایمان میں سے ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام بنی نوع انسان کے برگزیدہ افراد میں سے ہیں۔

اگرکوئی بندہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اُجمعین کے ایمان کے حوالے سے شک وشبہ کا اظہار کرتا ہے تو دراصل وہ قرآن وحدیث کی حقانیت پر طعن کرتا ہے اوران مآخذ ومصادر کو مشکوک بنا تا ہے جوصحابہ کرام کے ذریعے ہم تک پہنچے ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا:{

لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُواْ مَعَهُ جَاهَدُواْ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ وَأُوْلَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ * أَعَدَّ اللّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ } (التوبہ/ 89-88).

(لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں اوراپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اورانہی لوگوں کے لئے سب بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں* اللہ

نے ان کے لئے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے) بلاشبہ اہلبیت کی محبت ایمان ہے، پر یہاں یہ بھی پڑھیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے محبت کرنے کو ایمان کی علامت اور بغض صحابہ کو نفاق کی علامت قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: »آيَةُ الايمان: حب الانصار، وآيَةُ النفاق بغض الانصار«

متفق علیہ۔ ترجمہ: "انصار سے محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض نفاق کی علامت ہے"۔ جب انصار صحابہ کرام کے متعلق یہ فرمان ہے تو مہاجرین کا مقام کیا ہوگا، اور ان پر طعن کرنا کیسا ہوگا؟ کیونکہ ہمیں صحابہ کرام پر طعن کرنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ فرمایا! »إذا ذُكِر أصحابي فأمسكوا، وإذا ذُكِرتِ النُّجوم فأمسكوا، وإذا ذُكِرَ القدر فأمسكوا.

(جب بھی میرے صحابہ کے بارے میں بات ہو رہی ہو تو خاموش رہو، جب بھی ستاروں سے متعلق بات ہو ہی ہو تو خاموش رہو، اور جب بھی قدر سے متعلق بات ہو ہی ہو تو خاموش رہو) فرمایا:

لا تسبوا أصحابي، فوالذي نفسي بيده لو أنَّ أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما بلغ مُدَّ أحدهم ولا نصيفه}۔ (مسلم: 2540.)

ترجمہ: میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو، اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد (مٹھی) غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔ فرمایا:

ان الله تبارك وتعالى اختارني، واختار لي أصحاباً، فجعل لي منهم وزراء وأنصاراً وأصهاراً، فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل}۔ (رواه حاكم)۔ ترجمہ: حضور اکرم نے فرمایا: اللہ

نے مجھے منتخب فرمایا ہے اور میرے لئے میرے صحابہ کو منتخب کیا ان کو میرا وزیر، مددگار اور رشتہ دار بنایا جو ان کو برا کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا کوئی فرض اور کوئی کفارہ قبول نہ کرے گا۔ پس معلوم ہوا کہ! صحابہ کرامِ پر طعن و تشنیع کرنے سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا اس لئے ہم نے اپنے اس رسالہ کا نام حُسَام الْمُنِیرِ عَلِي الطَّاعِنِ الشَّرِیرِ رکھا ہے۔ اس نام کا مصداق ہم پیر سید عبد القادر شاہ صاحب کو نہیں قرار دیتے بلکہ یاری اور اس جیسے کئی روافض جن کا اس رسالہ کے اندر رد کیا گیا ہے، ان کو قرار دیتے ہیں۔ پیر صاحب چونکہ سید ہیں، سو سیادت کا لحاظ رکھتے ہوئے ہم نے ان پر سختی نہیں کی بلکہ سید ہونے کی وجہ سے ادب کیا ہے۔ مگر دوسری طرف پیر صاحب کے جو اعتراضات (جن کو آپ اس رسالہ میں پڑھیں گے) ہیں وہ کافی حد تک خطرناک ہیں جس سے پیر صاحب کو زندگی میں ہی رجوع کرنا چاہیے، جس پر ہم پیر صاحب کو ادب کے ساتھ رجوع کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم پیر صاحب سے حسن ظن رکھتے ہیں، کیونکہ پیر صاحب اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ کرم کو بشمول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی سمجھتے ہیں۔ اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا کے ہم نے گیارہویں شریف کی محفل میں بھی اعلان کیا کے جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہلکی رائے (یعنی غلط نظریہ) رکھتا ہے ہماری محفل میں نہ آئے۔

تو ہم حسن ظن رکھتے ہیں کہ پیر صاحب سے سہواً یا عدم توجہ وغیرہ سے ایسا ہوا ہوگا۔ باقی یاری وغیرہ۔ چونکہ کھلے عام صحابہ کرام کو گالیاں دے رہے ہیں، جس کی وجہ سے ہم نے رسالہ کا نام سخت رکھا اور کچھ سختی کی۔ اللہ کریم ہمیں اہلبیت پاک اور صحابہ کرام کا ہمشہ غلام رکھے آمین۔ 8 جنوری 2017

پیر عبدالقادر شاہ صاحب کا اعتراض کے حدیثِ مفتری ضعیف ہے کا جواب

لا أُوتی بأحَدٍ یُفَضِّلُنی علی أبی بکرٍ و عُمرَ إلا جلدتُهُ حدَّ المفتَری۔ حدیثِ مذکورہ کو محترم پیر صاحب رد کرتے ہوئے اپنے بیان میں فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں ایک راوی ہے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ہے (جو ضعیف ہے وہ محمد بن عبدالرحمن ہے) جو کے ضعیف ہے، لیکن حوالہ نہیں دیا۔

وہ سند یہ ہے!

أخبرنا أبو القاسم بن الحصین أنا أبو محمد بن المقتدر نا أحمد بن منصور الیشکری نا أبو بکر بن أبی داود نا إسحاق بن إبراهیم أنبأ الکرمانی بن عمرو نا محمد بن طلحة عن شعبة عن حصین بن عبد الرحمن عن عبد الرحمن بن أبی لیلی قال: حالانکہ یہ ثقہ ہیں۔ (تقریب التھذیب ج 1 ص 249)

ان کا نام عبد الرحمن بن أبی لیلی ہے۔ کنیت ابو عیسی ہے، تابعی ہیں اصحاب علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں سے ہیں، کئی صحابہ کرام سے ان کا سماع ہے اور یہ 82 ہجری میں فوت ہوئے۔

هو أبو عیسی عبد الرحمن بن أبی لیلی یسار بن بلال الأنصاری، الإمام الفقیه الحافظ، من أکابر تابعی الکوفة، حدَّث عن عمر وعلی وأبی ذر وابن مسعود وغیرهم، وسمع منه: الشعبی، ومجاهد وعبد الملك بن عمیر وخلق سواهم، توفی سنة (۸۲ھ) (»طبقات ابن سعد« (۶/ ۱۰۹)، »تاریخ بغداد« للخطیب البغدادی (۱/ ۱۹۹)، »وفیات الأعیان« لابن خلکان (۳/ ۱۲۶)، »سیر أعلام

النبلاء« للذہبی (۴/۲۶۲)، »تہذیب التہذیب« لابن حجر (۶/۲۶۰)، »شذرات الذہب« لابن العماد(۱/۹۲)

افسوس کی بات یہ ہے کہ پیر صاحب اس بیان میں فرمارہے تھے کہ بے شمار علماء اصول حدیث کے فن سے ناآشنا ہیں۔مگر یہاں تو پیر صاحب خود ہی غلطی فہمی کا شکار ہو گئے۔اسی طرح اپنی کتاب زبدہ التحقیق میں لکھا!

اس کے علاوہ پیر صاحب کا اس حدیث کو نہ ماننے کا کوئی عذر ہم تک نہیں پہنچا، وگرنہ ہم اسکا رد بھی لگے ہاتھوں کر دیتے۔اب ہم وہ فرمانِ علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم جو کے مختلف اسانید کے ساتھ مختلف کتب میں وارد ہوا اسکا ذکر کرتے ہیں۔

»الْكِفَايَةُ فِي عِلْمِ الرِّوَايَةِ« (1185): أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ غَالِبٍ الْخَوَارِزْمِيُّ ثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمْدَانَ النَّيْسَابُورِيُّ بِخَوَارِزْمَ قَالَ: أَمْلَى عَلَيْنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبُوشَنْجِيُّ ثَنَا أَبُو صَالِحٍ الْفَرَّاءُ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى ثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ أَوْ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ: أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ غَفَلَةَ الْجُعْفِيَّ دَخَلَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنِّي مَرَرْتُ بِنَفَرٍ يَذْكُرُونَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ بِغَيْرِ الَّذِي هُمَا لَهُ أَهْلٌ مِنَ الإِسْلامِ، لأَنَّهُمْ يَرَوْنَ أَنَّكَ تُضْمِرُ لَهُمَا عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ، وَإِنَّهُمْ لَمْ يَجْتَرِئُوا عَلَى ذَلِكَ إِلاَّ وَهُمْ يَرَوْنَ أَنَّ ذَلِكَ مُوَافِقٌ لَكَ، وَذَكَرَ حَدِيثَ خُطْبَةِ عَلِيٍّ وَكَلامِهِ فِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَقَوْلُهُ فِي آخِرِهِ »أَلا، وَلا يَبْلُغُنِي عَنْ أَحَدٍ يُفَضِّلُنِي عَلَيْهِمَا إِلا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِي.

سوید خلافت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا امیر المومنین؛ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا تو وہ ابوبکر و عمر کے بارے اہل ایمان کے موقف سے ہٹ کر کچھ کہہ رہے تھے۔ اور یہ باور کروا رہے تھے کہ ابوبکر و عمر کے دور حکومت میں آپ نے بھی ویسے ہی اپنے دل میں اپنی برتری شیخین پر چھپا رکھی تھی۔ کیا ان کا عقیدہ واقعتا آپ کے موافق ہے؟ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کو سوید نے بیان کیا اور خطبہ کے آخری الفاظ یہ ہیں اَلا، وَلا يَبْلُغُنِي عَنْ أَحَدٍ يُفَضِّلُنِي عَلَيْهِمَا إِلا جَلَدْتُهُ حَدَّ الْمُفْتَرِي.

یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔

اس کے علاوہ ان کتابوں میں ہے، سند یہ ہے!

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قثنا هَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ، وَالْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، قَالَا: نا شِهَابُ بْنُ خِرَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَالَ: ضَرَبَ عَلْقَمَةُ بْنُ قَيْسٍ هَذَا الْمِنْبَرَ فَقَالَ:

یہ صحیح سند ہے، نہیں تو کم از کم حسن ہو جائے گی۔ [ابن ابی عاصم، السنۃ ج ۲۔ص ۵۷۵، الآجری، الشریعہ ج ۳۔ص ۲۲ ۴، ابن شاہین، شرح مذاہب اہل السنۃ، ص ۳۱۶، بیہقی، الاعتقاد، ابن حزم محلی ج ۱۱ ص 286، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب لابن عبد البر، تاریخ دمشق ج ۳۰۔ص ۳۸۲]

ان کی سند تقریبا وہی امام احمد والی ہے، ان کے علاوہ اور کئی کتب میں یہ روایت موجود ہے۔

جنگ احد سے ابوبکر رضی اللہ عنہ بھاگ گئے تھے، پیر صاحب کے اعتراض کا جواب

محترم پیر عبدالقادر شاہ صاحب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک روایت اکثر بیان کرتے ہیں جس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بے ادبی کا شبہ پیدا ہوتا ہے۔

ایک جگہ وہ بیان کرتے ہیں پہلا بیان: احد کے میدان میں جو صحابہ جو کرام بھاگے، بھاگنے لے لفظ میں اپنی طرف سے بیان نہیں کہتا۔ میں اپنی طرف سے کیا رحم کر سکتے ہوں، میں تو ان سے عقیدت رکھتا ہوں ان سے پیار کرتا ہوں محبت رکھتا ہوں تعظیم کرتا ہوں۔ مگر جھوٹ نہیں کہتا، جھوٹ پیغمبر کے بارے بھی کہا جائے تو جھوٹ جھوٹ ہے۔ نبی کو چھوڑ کر بھاگے، سرکار نے فرمایا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس میدان میں نہیں بھاگا۔ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا میدان احد میں ثابت قدمی دیکھانا پوری امت کے اعمال سے افضل ہے۔

دوسرا بیان: تمام صحابہ بھاگے، میں توبہ کرتا ہوں اگر یہ بے ادبی کا کلمہ ہے تو، مگر یہ بات امام احمد بن حنبل نے فضائل الصحابہ میں لکھی ہے اسکی راویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

اگر یہ گناہ کی بات ہوتی تو وہ کبھی نہ لکھتے اگر بے ادبی کی بات ہوتی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کو بیان نہ کرتیں۔ فرماتی ہیں میرے باپ کا یہ بھی طرہ امتیاز ہے جو بھاگے ہوئے لوگ تھے ان میں سب سے پہلے میرے ابا جان واپس آئے تھے۔ بھاگے کب ہیں؟

جب شہداء کی لاشیں تڑپ رہی تھیں۔۔۔۔630 بھاگے اجماع امت کے طور پر بھاگنے، نہیں بھاگا تو صرف علی رضی اللہ عنہ کسی میدان میں نہیں بھاگا۔ تیسرا بیان: بمع اکابر صحابہ کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک بھاگے فضائلِ الصحابہ میں امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے

فضائل میں بیان کیا ہے۔عیب میں نہیں، اسکا بیان کرنا عیب نہیں ہے (یعنی یہ شان ہے) آگے فضائل الصحابہ کی عبارت پڑھتے (جو آگے آرہی ہے) اور ترجمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں احد کے دن میں جب واپس آیا تو دیکھتا ایک مرد ہے جو سرکار کے ارد گرد چکر لگا رہا ہے، لڑ رہا ہے، سوائے علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے تھا ہی کوئی نہیں۔

اس اعتراض کی تقریر کو پڑھ کو پڑھ لینے کے بعد امام احمد بن حنبل کی نقل کردہ مکمل روایت پہلے آپ ملاحظہ فرمائیں پھر اس پر ہم تبصرہ کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: نا يَعْمَرُ، وَهُوَ ابْنُ بِشْرٍ، قثنا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ قَالَ: أنا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحه شئَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: كُنْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ فَاءَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ دُونَهُ۔ (فضائل الصحابہ حدیث نمبر 259)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں احد کے دن (جانے کے بعد) سب سے پہلے واپس آیا تھا، میں نے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا۔ جو (دشمن سے) لڑ رہا تھا۔

اِبن حجر العسقلانی المطالب العالیہ نے بھی یہ روایت نقل کی جسکی سند یہ ہے!

وقال الطيالسي :، ثنا : إبن المبارك، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله، قال : أخبرني : عيسى بن طلحة، عن أم المؤمنين، عائشة قالت ..الخ

تیسری روایت

حدثنا أبو بكر بن أبي دارم الحافظ بالكوفة، ثنا : محمد بن عثمان بن أبي شيبة، ثنا : منجاب بن الحارث، حدثني : علي بن أبي بكر الرازي، ثنا : محمد بن إسحاق بن يحيي بن طلحة، عن موسى بن طلحة، عن عائشة قالت ..[المستدرہ رقم الحدیث 4315]

وقال أبو داود الطيالسي في مسنده : حدثنا : إبن المبارك، عن إسحاق، عن يحيي بن طلحة بن عبيد الله أخبرني : عيسى بن طلحة، عن أم المؤمنين عائشة قالت ... الخ [البدایہ والنہایہ ج4 ص33]

وقال أبو داود الطيالسي في مسنده : ، حدثنا : إبن المبارك، عن إسحاق، عن يحيي بن طلحة بن عبيد الله، أخبرني : عيسى بن طلحة، عن أم المؤمنين عائشة قالت .. الخ

[بن اثیر السیر ہ النبویہ ج1 ص51]

قال أبو داود الطيالسي، حدثنا : إبن المبارك، عن إسحق بن يحي بن طلحة بن عبيد الله، أخبرني : عيسى بن طلحة .... الخ

[تفسیر ابن کثیر]

حدثنا : أحمد بن يحيى الحلوانی، حدثنا : سعيد بن سليمان الواسطی، حدثنا إسحاق بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله، حدثنا : عمی عيسى بن طلحة، عن عائشه ...الخ

[طبرانی کبیر]

أخبرنا أبوبكر محمد بن الحسن بن فورك رحمه الله، قال : ، أخبرنا : عبد الله بن جعفر بن أحمد، قال : ، حدثنا : يونس بن حبيب، قال : ، حدثنا : أبو داود الطيالسی، قال : ، حدثنا : إبن المبارك، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله ...الخ

[البیهقي دلائل النبوه]

وأخبرنا : أبو الحسن عبيد الله بن محمد البيهقی، أنا : جدی أبوبكر أحمد بن الحسين، أنا : أبوبكر بن فورك، أنا : عبيد الله، نا : يونس بن حبيب، نا : أبو داود الطيالسی، ثنا : إبن المبارك، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة، عن أم المؤمنين عائشة قالت....

[تاریخ دمشق ج25 ص75]

حدثنا : المسيب بن واضح، ثنا : عبد الله بن المبارك، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة، حدثنی : عيسى بن طلحة بن عبيد الله، أن عائشة قالت : أخبرنی : أبی قال : كنت من أول من فاء يوم أحد.

[ابن ابی عاصم أوائل]

أخبرنا : موسى بن إسماعيل قال : ، أخبرنا : عبد الله بن المبارك قال : ، أخبرنا : إسحاق بن يحيى بن طلحة قال : أخبرنى : عيسى بن طلحة ، عن عائشة أم المؤمنين ، قالت ... الخ

[طبقات ابن سعد]

حدثنا : عبد الله بن جعفر ، ثنا : يونس بن حبيب ، ثنا : أبو داود ، ثنا : إبن المبارك ، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله ، أخبرنى : عيسى بن طلحة ، عن عائشة ... الخ [حليه الأولياء]

حدثنا : الفضل بن سهل قال : ، نا : شبابة بن سوار قال : ، نا : إسحاق بن يحيى بن طلحة قال : ، حدثنى : عيسى بن طلحة ، عن عائشه ... الخ [مسند بزار]

حدثنا : أبو داود ، حدثنا : إبن المبارك ، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله ، قال : ، أخبرنى : عيسى بن طلحة ، عن أم المؤمنين عائشة .. الخ [مسند الطيالسي]

عن عائشة قالت : كان أبو بكر إذا ذكر يوم أحد بكى ، ثم قال : ذاك كان كله يوم طلحة ثم أنشأ يحدث قال : كنت أول من فاء يوم أحد فرأيت

رجلاً قاتل مع رسول اللہ دونہ۔ [کنز العمال] یہاں اس کو بے سند نقل کیا گیا ہے۔

قال أبو داود الطیالسی : حدثنا : إبن المبارك، عن إسحاق بن یحیی بن طلحة بن عبید الله، قال : أخبرنی : عیسی بن طلحة، عن أم المؤمنین عائشة، قالت : کان أبوبکر ....

[تہذیب الکمال ج13 ص417]

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي دَارِمٍ الْحَافِظُ، بِالْكُوفَةِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الرَّازِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "لَمَّا جَالَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ: كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَصُرْتُ بِهِ مِنْ بَعْدُ، فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ قَدِ اعْتَنَقَنِي مِنْ خَلْفِي مِثْلِ الطَّيْرِ، يُرِيدُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هُوَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ يَرْفَعُهُ مَرَّةً وَيَضَعُهُ أُخْرَى، فَقُلْتُ: أَمَّا إِذَا أَخْطَأَنِي لَأَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَجِيءُ طَلْحَةُ فَذَاكَ أَنَا وَأُمِّي فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِ، فَإِذَا طَلْحَةُ يَرْفَعُهُ مَرَّةً وَيَضَعُهُ أُخْرَى، وَإِذَا بِطَلْحَةَ سِتٌّ وَسِتُّونَ جِرَاحَةً، وَقَدْ قُطِعَتْ إِحْدَاهُنَّ أَكْحَلَهُ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ضُرِبَ عَلَى وَجْنَتَيْهِ، فَلَزِقَتْ حَلْقَتَانِ مِنْ حِلَقِ الْمِغْفَرِ فِي وَجْنَتَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى أَبُو عُبَيْدَةَ مَا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاشَدَنِي اللَّهَ لَمَا أَنْ خَلَّيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْتَزَعَ إِحْدَاهُمَا بِثَنِيَّتِهِ فَمَدَّهَا فَنَدَرَتْ وَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ، ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْأُخْرَى فَنَاشَدَنِي اللّٰهَ لَمَا أَنْ خَلَّيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَزَهَا بِالثَّنِيَّةِ الْأُخْرَى، فَمَدَّهَا، فَنَدَرَتْ وَنَدَرَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَكَانَ أَبُو عُبَيْدَةَ أَثْرَمَ الثَّنَايَا۔

[مستدرک 4315]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ احد کے دن جب لوگ تتر بتر ہو گئے تو سب سے پہلے میں آپ کے پاس پہنچا۔تو میں نے دور سے دیکھا کہ ایک آدمی میرے پیچھے سے پرندے کی طرح لپکتا آ رہا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آ رہا تھا یہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے ۔پھر میں نے ایک اور آدمی کو دیکھا وہ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھالیتا اور کبھی چھوڑ دیتا تھا، میں نے سوچا کہ مجھے موقع ملا تو میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوں گا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچوں گا۔ یہ سوچتے ہوئے ہم ان کے قریب پہنچے تو وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی اٹھالیتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو 66 زخم آ چکے تھے اور ان کے بازو کی ایک رگ بھی کٹ چکی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو آپ کے رخسارے زخمی تھے اور خود کی دو کڑیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک میں پیوست ہو چکی تھیں، جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے مجھے اللہ کی قسم دے کر کہا کہ میں اس کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سے ہٹ جاؤں، پھر انہوں نے اپنے دانتوں سے پکڑ کر ایک کڑی کو کھینچا، کڑی تو نکل گئی لیکن ساتھ ساتھ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ایک دانت بھی ٹوٹ گیا، پھر انہوں نے دوسری کڑی دیکھی تو پھر مجھے قسم دے کر کہا کہ میں اس کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سے ہٹ جاؤں۔انہوں نے دوسرے دانت کے ساتھ دوسری کڑی کو کھینچا (اب کی بار بھی) کڑی نکل گئی

اوران کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا۔ چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ''اثرم الثنایا'' تھے (اثرم الثنایا اس آدمی کو کہتے ہیں جس کے سامنے والے دونوں دانت جڑ سے ٹوٹے ہوئے ہوں)۔ اولاً: امام ذھبی نے اسکے متلعق لکھا [التعليق - من تلخيص الذهبي] 4315 - ابن إسحاق متروك.

اس میں ابن اسحاق متروک ہے۔ ثانیا: اسکی سند میں محمد بن عثمان بن شیبہ ہے جو کے جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور بعض محدثین نے اسکو کذاب بھی کہا ہے۔ اس میں دوسری روایت کا بھی یہی حال ہے۔

اسحاق بی یحییٰ بن طلحہ متروک الحدیث ہے

اس روایت کی تمام اسانید میں ایک روای ہے، جس کا نام ہے اسحاق بن یحیی بن طلحة بن عبیداللہ جس پر سخت ترین جرح ہے حظہ فرمائیں!

وقال الشيخ شعيب الارناؤوط فی تحقیقه لصحيح ابن حبان: "إسناده ضعيف، لضعف إسحاق بن يحيى بن طلحة.

شیخ شعیب کہتے ہیں، اسکی سند ضعیف ہے

وأورده الهيثمي في "المجمع" 6/112، وقال: رواه البزار وفيه إسحاق بن يحيى بن طلحة، وهو متروك.

امام ہثمی اس کو متروک لکھتے ہیں۔

رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَفِيهِ إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ." (مجمع الزوائد - أبو الحسن علي بن أبي بكر الهيثمي - ج 6 ص 12)

وعلة هذه الرواية اسحاق بن يحيى بن طلحة ,قال الامام النسائی : "
إسحاق بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله مدنی متروك الحديث "(الضعفاء
والمتروكين - ابو عبد الرحمن احمد بن علی بن شعيب النسائی - ص 153)
امام نسائی کہتے ہیں کہ اس روایت کی علت یہ ہے کہ اس میں اسحاق بی یحییٰ بن طلحہ ہے جو کے متروک
الحدیث ہے۔
وفی تاريخ ابن معين : " 764 - سمعت يحيى يقول إسحاق بن يحيى بن طلحة
ضعيف "
(93 - تاريخ ابن معين - رواية الدوری - ج 3 ص 171)
کہا کے میں نے یحیٰی ب معین سے سنا کہ اسحاق بن یحیی بن طلحہ ضعیف ہے۔
وقال الامام الذهبی : إسحاق بن يحيى بن طلحة بن عبيد الله
شيخ ابن المبارك قال احمد وغيره متروك " (المستدرك علی الصحيحين مع
تعليق الذهبی - ابو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم - ج3 ص 220)
ابن مبارک اور امام احمد کہتے ہیں کہ اسحاق بن یحیی بن طلحہ متروک ہے۔
امام ابن حجر العسقلانی بھی اسکو ضعیف لکھتے ہیں، وقال الحافظ ابن حجر : " 390 - إسحاق بن
يحيى بن طلحة بن عبيد الله التيمی ضعيف من الخامسة . (تقريب التهذيب -
ابو الفضل احمد بن علی بن حجر - ص 133)
ولقد جاء فی احد طرق الامام الحاكم ابو بكر بن ابی دارم ,وهو رافضی
مطعون به.
امام حاکم ابوبکر کے ایک طرق میں ہے کے یہ رافضی ہے اس پر رفض کا طعن ہے۔

,قال الامام الذہبی: "420 احمد بن محمد بن ابی دارم الحافظ شیخ الحاکم شیخ رافضی لا یوثق بہ" المستدرك علی الصحیحین مع تعلیق الذہبی - ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم - ج3 ص 29.)

یہ ایک رافضی ہے جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

-المغنی فی الضعفاء - ابو عبد اللہ محمد بن احمد الذہبی - ج1 ص 75، میزان العتدال ج1 ص 139)

سو یہ روایت جھوٹ کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر جنگ احد سے بھاگ جانے کا الزام

پیر صاحب اپنے ایک بیان میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کہ لمبے قد والے کام نہ آئے، ممکن ہے پیر صاحب نے یہ اشارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف نہ کیا ہو ،مگر کچھ لوگوں نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنگ احد سے بھاگ گئے تھے۔ (معاذ اللہ)

یہی اعتراض کچھ شیعہ بھی کرتے ہوئے ایک روایت تفسیر طبری سے پیش کر رہے ہیں۔ ہم یہاں اس طعن کی حقیقت بھی آشکار بے غبار کئے دیتے ہیں۔

أخرج ابن جرير عَن كُلَيْب قَالَ: خطب عمر يَوْم الْجُمُعَة فَقَرَأ آل عمرَان وَكَانَ يُعجبهُ إِذا خطب أَن يقْرَأهَا فَلَمَّا انْتهى إِلَى قَوْله {إِن الَّذين توَلّوا مِنْكُم يَوْم التقى الْجَمْعَانِ} قَالَ: لما كَانَ يَوْم أحد هزمنا ففررت حَتَّى صعدت الْجَبَل فَلَقَد رَأَيْتنِي أنزو كأنني أروى (أروى: ضَأْن الْجَبَل ضد الماعز) وَالنَّاس

يَقُولُونَ: قتل مُحَمَّدٌ فَقلت: لَا أجد أحد يَقُول قتل مُحَمَّد إِلَّا قتلته حَتَّى اجْتَمَعنَا على الْجَبَل فَنزلت {إِن الَّذين توَلّوا مِنْكُم يَوْم التقى الْجَمْعَانِ}

انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا، اور انہوں نے "آل عمران" سے پڑھا، اور وہ اسکی تلاوت کو اچھا سمجھتے تھے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے (جو اوپر ذکر ہوئی) تو فرمایا جب احد کا دن تھا ہم بھاگ گئے، اور میں بھاگا یہاں تک کے پہاڑ چڑھ گیا، اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کے میں پہاڑی بکرے کی طرح کودتا ہوا، پہاڑ پر چڑھ گیا۔ لوگوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ شہید ہو گئے، میں نے کہا کے اگر میں پاؤں ایسے شخص کو جو یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو میں اس کو قتل کر دوں یہاں تک کے ہم پہاڑ پر جمع ہوئے، تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر طبری، تفسیر درمنثور سورۃ آل عمران آیت نمبر 155)

اسی طرح یہ روایت کئی کتب میں بھی ورد ہوئی، اسکا جواب ملاحظہ فرمائیں!

اسکی سند میں ایک روای ہے جس کا نام ہے، أبو هشام محمد بن يزيد بن محمد بن كثير بن رفاعة العجلي الرفاعي الكوفي۔ جس کی وجہ سے روایت سخت ترین ضعیف ہے۔ امام ابو حاتم رازی کہتے ہیں ضعیف (الجراح والتعدیل ج 8 ص 129) امام نسائی کہتے ہیں ضعیف (الضعفاء والمتر کون ج 2 ص 345) امام ابن حجر کہتے ہیں ضعیف (تقریب التہذیب ج 1 ص 514)

ابن كثير - البداية والنهاية الجزء: (4) - رقم الصفحة: (264)

قال ابن هشام: وكان ضرار بن الخطاب لحق عمر بن الخطاب يوم أحد فجعل يضربه بعرض الرمح، ويقول: انج يا ابن الخطاب لا أقتلك. فكان عمر يعرفها له

بعد الإسلام ۔

ہشام سے پہلے کی بھی سند منقطع ہے، ہشام اور جنگ احد میں 50 سال کا انقطاع ہے، سو یہ جھوٹ ہے۔

آگے اسی طرح کسی روایت میں ہشام ہے، کسی میں رفاعی ہے اور کئی بے سند ہیں، جن سے یہ طعن ثابت نہیں ہوتا۔

ابن كثير - السيرة النبوية - ذكر عزم الصديق على الهجرة إلى أرض الحبشة الجزء : (2) - رقم الصفحة : (89)

قال ابن هشام : وكان ضرار بن الخطاب لحق عمر بن الخطاب يوم أحد، فجعل يضربه بعرض الرمح، ويقول : انج يا ابن الخطاب لا أقتلك، فكان عمر يعرفها له بعد الإسلام.

ابن كثير - السيرة النبوية - سنة ثلاث من الهجرة في أولها كانت غزوة نجد ويقال لها غزوة ذي أمر

الجزء : (3) - رقم الصفحة : (51)

وقال البيهقي في الدلائل : بإسناده، عن عمارة بن غزية، عن أبي الزبير، عن جابر، قال : انهزم الناس عن رسول الله يوم أحد وبقي معه أحد عشر رجلا من الأنصار وطلحة بن عبيد الله وهو يصعد في الجبل.

ابن هشام الحميري - السيرة النبوية - كفاية الله أمر المستهزئين

ثورة دوس للأخذ بثأر أبي أزيهر ، وحديث أم غيلان

الجزء : (2) - رقم الصفحة : (415)

قال ابن هشام : وكان ضرار لحق عمر بن الخطاب يوم أحد، فجعل يضربه بعرض الرمح، ويقول : انج يا ابن الخطاب لا أقتلك، فكان عمر يعرفها له بعد إسلامه.

المتقي الهندي - كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

الجزء : (2) - رقم الصفحة : (376)

4291 - عن كليب، قال : خطب عمر يوم الجمعة، فقرأ : آل عمران فلما انتهى إلى قوله : {إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ (آل عمران : 155)} قال : لما كان يوم أحد هزمناهم ففررت حتى صعدت الجبل فلقد رأيتني أنزو كأنني أروى، والناس، يقولون : قتل محمد (ص)، فقلت : لا أجد أحدا يقول قتل محمد (ص) الا قتلته، حتى اجتمعنا على الجبل، فنزلت : {إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ (آل عمران : 155)}.

یہ بھی رفاعی والی روایت ہے۔

البكري - عمر بن خطاب - عمر في واقعة احد، الجزء، رقم الصفحة : (29/28)

قال الفخر الرازي : ومن المنهزمين عمر ، الا أنه لم يكن في أوائل المنهزمين ولم يبعد بل ثبت على الجبل إلى أن صعد النبي، ومنهم : عثمان انهزم مع رجلين من الأنصار يقال لهما : سعد، وعقبة، انهزموا حتى بلغوا موضعا

بعيدا ثم رجعوا بعد ثلاثة أيام.

بے سند ہے۔

قال الآلوسی: فقد ذکر أبو القاسم البلخی أنه لم يبق مع النبی يوم أحد الا ثلاثة عشر نفسا، خمسة من المهاجرين: أبو بکر، وعلی، وطلحة، وعبد الرحمن بن عوف، وسعد بن أبي وقاص والباقون من الأنصار....وأما سائر المنهزمين فقد اجتمعوا علی الجبل، وعمر بن الخطاب (ر) کان من هذا الصنف کما فی خبر ابن جرير.

رفاعی والی ہے۔

روی ابن المنذر، عن کليب بن شهاب، قال: خطبنا عمر فکان يقرأ علی المنبر آل عمران ويقول: إنها أحدية فلما انتهی إلی قوله تعالی: {إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ (آل عمران: 155)} قال: لما کان يوم أحد هزمنا ونفرت، حتی صعدت فی الجبل، فلقد رأيتنی أنزو کأننی أروی، فسمعت يهوديا يقول: قتل محمد، فقتل: لا أسمع أحدا يقول: قتل محمد الا ضربت عنقه، فنظرت فإذا رسول الله والناس يتراجعون إليه۔

یہ بھی رفاعی والی ہے۔

باقی صحابہ کرام اور جنگ احد اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب علی کرم اللہ وجہہ الکریم

اگر یہ کہا جائے کے کچھ صحابہ کرام تو جنگ چھوڑ گئے تھے تو جواباً عرض ہے کہ ان کی معافی کا اللہ تعالیٰ نے اعلان قران کریم میں فرما یا دیا۔ چنانچہ امام محمد ابن جریر متوفی ۳۱۰ ھ اپنی سند کے ساتھ روایت

کرتے ہیں: قتادہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد جنگ احد کے دن قتال سے بھاگنے والے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد اصحاب ہیں، وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور یہ عمل شیطان کے بہکانے اور اس کے ڈرانے کی وجہ سے ہوا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگذر فرمایا اور ان کو معاف کر دیا، اب یہاں الزامی طور پر شیعہ کو کہتے ہیں کہ کیا شیعان علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق بھی کیا آیات نازل ہوئی؟

جن سے خود میرے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نالاں تھے جس کا ذکر نہج البلاغہ میں جگہ جگہ موجود ہے،

آئیں کچھ جھلکیاں نہج البلاغہ سے ملاحظہ فرمائیں!

آپ خطبہ 25 میں فرماتے ہیں: کوفہ کو اللہ غارت کرے۔ اور اسی خطبے میں آگے چل کر اپنے ہی ساتھیوں سے کہتے ہیں: میں اگر تم میں سے کسی کو لکڑی کے ایک پیالے کا بھی امین بناؤں تو یہ ڈر رہتا ہے کہ وہ اس کے کنڈے کو توڑ کر لے جائے گا۔

خطبہ 26 میں اپنے کرب کا اظہار ان الفاظ میں کیا: مجھے اپنے اہل بیت کے سوا کوئی بھی اپنا معین و مددگار نظر نہیں آیا، خطبہ 27:

اے مردوں کی شکل وصورت والے نامردو اللہ تمہیں مارے، تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے۔ اور میرے سینے کو غضب سے چھلکا دیا ہے۔ اس سے کوئی بھی ذی فہم اور معاملہ شناس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دکھ کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ بلکہ خطہ 29 میں تو یہاں تک فرمایا: باتیں بڑی بڑی کرتے ہو، مگر جنگ سے پناہ مانگتے ہو، تم کو صدا دینے والی کی صدا بے وقعت ہے۔ خطبہ 34: تم ہمیشہ کے لئے مجھ سے اپنا اعتماد کھو چکے ہو۔ اسی طرح فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہارے متعلق یہی گمان رکھتا ہوں کہ اگر جنگ زور پکڑ لے اور موت کی گرم بازاری ہو، تو تم ابن ابی طالب سے اس طرح کٹ جاو گے

جس طرح بدن سے سر۔ خطبہ 39:

میرا ایسے لوگوں سے پالا پڑا ہے، جنہیں حکم دیتا ہوں تو مانتے نہیں، بلاتا ہوں، تو آواز پر لبیک نہیں کہتے، تمہارا برا۔ یہاں ان لوگوں کو خود برا کہہ رہے ہیں، مگر آگے ایک جگہ کہتے ہیں: کوفہ کے ساتھ جو برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اس کو مصیبت میں جکڑ دے گا۔ صفحہ 89 کچھ صفحات آگے، آجایئے! یہ 67 واں خطبہ ہے: جب بھی شامیوں کے ہراول دستوں میں کوئی دستہ تم پر منڈلاتا ہے تو تم سب کے سب اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیتے ہو اور اس طرح دبک کر بیٹھ جاتے ہو جس طرح گوہ اپنے سوراخ میں اور بجو اپنے بھٹ میں، جس کے تمہارے ایسے مددگار ہوں، اسے تو ذلیل ہی ہونا ہے۔ اسی خطبہ میں اپنے ساتھیوں کے فطری نفاق پر یوں کمنٹس دیتے ہیں: خدا کی قسم! صحن میں بہت نظر آتے ہو مگر جھنڈوں کے پیچھے تھوڑے۔ یعنی جب پوچھا جائے تو جی حضور ہم آپ کے ہوئے، آپ پر جان قربان، مگر جوں ہی جنگ میں ضرورت ہوئی، گھروں میں دبک کر بیٹھ رہے، تب جان پیاری ہوگئی۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہاں کسی کے پاس تقیے کا بہانہ بھی باقی نہیں رہتا، کیوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اب تو خود جنگیں لڑ رہے ہیں اور یہ لوگ ان ہی سے بغاوت کے درپے ہیں۔ ان لوگوں کا جنگ میں ڈر جانا تو رہا ایک طرف، انہوں نے علی رضی اللہ عنہ پر اتہام بھی اچھال رکھے ہیں۔ آپ پر آپ کے شیعہ کی طرف سے یہ الزام لگا دیا کہ علی نعوذ باللہ جھوٹ بولتے ہیں، آپ کا خطبہ 69 ملاحظہ کیجئے! بخدا میں تمہاری طرف بخوشی نہیں آیا، بلکہ حالات سے مجبور ہو کر آگیا ہوں، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم کہتے ہو علی کذب بیانی کرتے ہیں۔

خطبہ 95 میں یوں گویا ہوتے ہیں: رعیتیں اپنے حکرانوں کے ظلم وجور سے ڈرا کرتی تھیں، اور میں اپنی رعیت کے ظلم سے ڈرتا ہوں۔ میں نے تمہیں جہاد کے لئے ابھارا، لیکن تم نہ نکلے، میں نے تمہیں سنانا چاہا مگر تم نے ایک نہ سنی اور میں نے پوشیدہ بھی اور اعلانیہ بھی تمہیں جہاد کے لئے پکارا اور للکارا،

لیکن تم نے ایک نہ مانی اور سمجھایا بجھایا مگر تم نے میری نصیحتیں قبول نہ کیں۔ اسی خطبہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ نے شیعہ کو سبا کی اولاد قرار دیا ہے، اور ان کی ایک خصلت کا ذکر بھی ساتھ ہی کر دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: میں ان بدعتوں سے جہاد کرنے کے لئے تمہیں آمادہ کرتا ہوں، تو ابھی میری بات ختم بھی نہیں ہوتی کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اولاد سبا کی تتر بتر ہو گئے۔ حتی کہ آپ ان کی بنسبت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے زیادہ خوش ہیں، اور فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ معاویہ تم میں سے دس مجھ سے لے لے اور بدلے میں اپنا ایک آدمی مجھے دے دے۔ یہ قارئین کے ذوق طبع کے لئے بتاتا چلوں کہ اس خطبے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو شیعہ سے بہتر اور مسلمان سمجھتے تھے، کیوں کہ کافر ہزار ہوں تب بھی ایک مسلمان پر اس کو فوقیت نہیں دی جاسکتی اور یہاں دس دس کوفیوں پر ایک ایک سیدنا معاویہ کے ساتھی کو فوقیت دی جا رہی ہے؟ اسی خطبہ میں آگے چل کر فرمایا: پہلے تو یہ کہ تم کان رکھتے ہوئے بہرے ہو، اور بولنے چالنے کے باوجود گونگے ہو، اور آنکھیں ہوتے ہوئے اور پھر یہ کہ نہ تم جنگ کے موقع پر جوانمرد ہو اور نہ قابل اعتماد بھائی ہو۔ مزید فرمایا: جنگ میں تم ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس طرح علیحدہ ہو جیسے عورت بالکل برہنہ ہو جائے۔ اس سے بھی آگے بڑھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اپنے شیعہ سے شکوہ ہے کہ یہ لوگ راز دار ن بھی نہیں ہیں، بلکہ پیٹ کے ہلکے ہیں:

چنانچہ 133 ویں خطبے میں فرماتے ہیں: تم تو کوئی مضبوط وسیلہ ہی نہیں ہو کہ تم پر بھروسہ کیا جاسکے اور نہ عزت کے سہارے ہو کہ تم سے وابستہ ہوا جائے۔ تم جنگ کی آگ بھڑکانے کے اہل نہیں ہو تم پر افسوس ہے کہ مجھے تم سے کتنی تکلیفیں اٹھانا پڑی ہیں، تم جنگ کے جوان بھی نہیں اور راز دار بھی نہیں۔ خطبہ 190، میں اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں: اسلام سے تمہارا واسطہ نام کو رہ گیا ہے اور ایمان سے چند ظاہری لکیروں کے سوا تمہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ کیا ان کے متعلق بھی بذریعہ وحی معافی کا اعلان

آیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں تو پھر اصحاب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرح اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کا بھی حیاء کریں۔

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں بھاگ گئے تھے؟ (استغفر اللہ)

کچھ شیعہ یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خندق کے دن ایک باغ میں چھپے ہوئے تھے۔ جواب: ہم یہاں مسند احمد کی مکمل روایت پہلے پیش کرتے ہیں جس سے مکمل بات آپ ساتھوں کے سامنے آجائے گی۔ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ: خَرَجْتُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَقْفُو آثَارَ النَّاسِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ وَئِيدَ الْأَرْضِ وَرَائِيَعْنِي حِسَّ الْأَرْضِ، قَالَتْ: فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَمَعَهُ ابْنُ أَخِيهِ الْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ يَحْمِلُ مِجَنَّهُ، قَالَتْ: فَجَلَسْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَمَرَّ سَعْدٌ وَعَلَيْهِ دِرْعٌ مِنْ حَدِيدٍ، قَدْ خَرَجَتْ مِنْهَا أَطْرَافُهُ فَأَنَا أَتَخَوَّفُ عَلَى أَطْرَافِ سَعْدٍ، قَالَتْ: وَكَانَ سَعْدٌ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ وَأَطْوَلِهِمْ، قَالَتْ: فَمَرَّ وَهُوَ يَرْتَجِزُ وَيَقُولُ: لَيْتَ قَلِيلًا يُدْرِكُ الْهَيْجَاءَ جَمَلْ، مَا أَحْسَنَ الْمَوْتَ إِذَا حَانَ الْأَجَلْ، قَالَتْ: فَقُمْتُ فَاقْتَحَمْتُ حَدِيقَةً، فَإِذَا فِيهَا نَفَرٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَإِذَا فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ سَبْغَةٌ لَهُ يَعْنِي مِغْفَرًا، فَقَالَ عُمَرُ، مَا جَاءَ بِكِ لَعَمْرِي وَاللَّهِ! إِنَّكِ لَجَرِيئَةٌ، وَمَا يُؤْمِنُكِ أَنْ يَكُونَ بَلَاءٌ أَوْ يَكُونَ تَحَوُّزٌ، قَالَتْ، فَمَا زَالَ يَلُومُنِي حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنَّ الْأَرْضَ انْشَقَّتْ لِي سَاعَتَئِذٍ فَدَخَلْتُ فِيهَا، قَالَتْ: فَرَفَعَ الرَّجُلُ السَّبْغَةَ عَنْ وَجْهِهِ فَإِذَا طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَقَالَ، يَا عُمَرُ! وَيْحَكَ إِنَّكَ قَدْ أَكْثَرْتَ مُنْذُ الْيَوْمَ وَأَيْنَ التَّحَوُّزُ أَوْ

الْفِرَارُ إِلَّا إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَتْ: وَيَرْمِي سَعْدًا رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ قُرَيْشٍ، يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْعَرِقَةِ بِسَهْمٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: خُذْهَا وَأَنَا ابْنُ الْعَرِقَةِ، فَأَصَابَ أَكْحَلَهُ فَقَطَعَهُ، فَدَعَا اللهَ عَزَّ وَجَلَّ سَعْدٌ فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتَّى تُقِرَّ عَيْنِي مِنْ قُرَيْظَةَ، قَالَتْ، وَكَانُوا حُلَفَائَهُ وَمَوَالِيَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَتْ: فَرَقَئَ كَلْمُهُ وَبَعَثَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الرِّيحَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَكَفَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ، وَكَانَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ قَوِيًّا عَزِيزًا، فَلَحِقَ أَبُو سُفْيَانَ وَمَنْ مَعَهُ بِتِهَامَةَ، وَلَحِقَ عُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ وَمَنْ مَعَهُ بِنَجْدٍ، وَرَجَعَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ فَتَحَصَّنُوا فِي صَيَاصِيهِمْ، وَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِلَى الْمَدِينَةِ، فَوَضَعَ السِّلَاحَ وَأَمَرَ بِقُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَضُرِبَتْ عَلَى سَعْدٍ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَجَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَإِنَّ عَلَى ثَنَايَاهُ لَنَقْعَ الْغُبَارِ، فَقَالَ: أَقَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ؟ وَاللهِ! مَا وَضَعَتِ الْمَلَائِكَةُ بَعْدُ السِّلَاحَ، اخْرُجْ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَقَاتِلْهُمْ، قَالَتْ: فَلَبِسَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَأْمَتَهُ، وَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالرَّحِيلِ أَنْ يَخْرُجُوا، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَمَرَّ عَلَى بَنِي غَنْمٍ، وَهُمْ جِيرَانُ الْمَسْجِدِ حَوْلَهُ، فَقَالَ: ((مَنْ مَرَّ بِكُمْ؟)) فَقَالُوا: مَرَّ بِنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ تُشْبِهُ لِحْيَتُهُ وَسِنُّهُ وَوَجْهُهُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَتْ: فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَحَاصَرَهُمْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، فَلَمَّا اشْتَدَّ حَصْرُهُمْ وَاشْتَدَّ الْبَلَاءُ، قِيلَ لَهُمْ، انْزِلُوا عَلَى حُكْمِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاسْتَشَارُوا أَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنَّهُ الذَّبْحُ، قَالُوا: نَنْزِلُ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ

وآله وسلم ((انْزِلُوا عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.)) فَنَزَلُوا، وَبَعَثَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم إِلٰی سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأُتِيَ بِهِ عَلٰی حِمَارٍ، عَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيفٍ قَدْ حُمِلَ عَلَيْهِ، وَحَفَّ بِهِ قَوْمُهُ. فَقَالُوا: يَا أَبَا عَمْرٍو! حُلَفَاؤُكَ وَمَوَالِيكَ وَأَهْلُ النِّكَايَةِ، وَمَنْ قَدْ عَلِمْتَ. قَالَتْ: وَأَنّٰی لَا يُرْجِعُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِمْ، حَتّٰی إِذَا دَنَا مِنْ دُورِهِمْ اِلْتَفَتَ إِلٰی قَوْمِهِ. فَقَالَ: قَدْ آنَ لِي أَنْ لَا أُبَالِيَ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ. قَالَ: قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَلَمَّا طَلَعَ عَلٰی رَسُولِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَ: ((قُومُوا إِلٰی سَيِّدِكُمْ.)) فَأَنْزَلُوهُ. فَقَالَ عُمَرُ: سَيِّدُنَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ. قَالَ: أَنْزِلُوهُ فَأَنْزَلُوهُ. قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم ((احْكُمْ فِيهِمْ.)) قَالَ سَعْدٌ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبٰی ذَرَارِيُّهُمْ، وَتُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ. وَقَالَ يَزِيدُ بِبَغْدَادَ: وَيُقْسَمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحُكْمِ رَسُولِهِ.)) قَالَتْ: ثُمَّ دَعَا سَعْدٌ: قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَبْقَيْتَ عَلٰی نَبِيِّكَ صلی الله علیه وآله وسلم مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْئًا فَأَبْقِنِي لَهَا، وَإِنْ كُنْتَ قَطَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ. قَالَتْ: فَانْفَجَرَ كَلْمُهُ، وَكَانَ قَدْ بَرِءَ حَتّٰی مَا يُرٰی مِنْهُ إِلَّا مِثْلُ الْخُرْصِ، وَرَجَعَ إِلٰی قُبَّتِهِ الَّتِي ضَرَبَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحَضَرَهُ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، قَالَتْ: فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَعْرِفُ بُكَاءَ عُمَرَ مِنْ بُكَاءِ أَبِي بَكْرٍ، وَأَنَا فِي حُجْرَتِي، وَكَانُوا كَمَا قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: {رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ} قَالَ عَلْقَمَةُ: قُلْتُ: أَيْ أُمَّهْ! فَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم يَصْنَعُ؟ قَالَتْ: كَانَتْ

عَيْنُهُ لَا تَدْمَعُ عَلٰى أَحَدٍ وَلٰكِنَّهُ كَانَ إِذَا وَجِدَ فَإِنَّمَا هُوَ آخِذٌ بِلِحْيَتِهِ۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں خندق والے دن لوگوں کے نقوش پا پر چلتی ہوئی روانہ ہوئی۔ مجھے اپنے پیچھے زمین پر کسیکے چلنے کی آہٹ سنائی دی۔

میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے اوران کے ہمراہ ان کے برادر زادے سیدنا حارث بن اوس رضی اللہ عنہ ڈھال اُٹھائے ہوئے تھے۔اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: انہیں دیکھ کر میں زمین پر بیٹھ گئی۔سعد رضی اللہ عنہ قریب سے گزرے تو میں نے دیکھا کہ انہوں نے لوہے کی ایک زرہ زیب تن کی ہوئی تھی۔ان کے بازو اور ٹانگیں زرہ سے باہر تھیں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کے ان اعضاء کے متعلق خدشہ ہوا کہ کہیں دشمن ان پر حملہ نہ کردے۔سعد رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے طویل القامت تھے۔وہ قریب سے گزرے تو یہ رجز پڑھتے جا رہے تھے: لَیتَ قَلیلاً یُدرِکُ الھَیجَا ءَ جَمَلْ مَا اَحْسَنَ الموتَ اِذَا حَانَ الاَجَلُ ۔۔۔۔۔۔1 (کاش کہ اونٹ لڑائی میں اپنی قوت و بہادری کے کچھ جوہر دکھائے موت کتنی اچھی ہے جس کا وقت آ جائے وہ تو آنی ہی ہے۔) اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ان کے گزر جانے کے بعد میں اُٹھ کر ایک باغ میں چلی گئی۔وہاں کچھ مسلمان موجود تھے، انہی میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔وہاں ایک آدمی تھا جس کے سر پر خود یعنی لوہے کی ٹوپی تھی ساتھ ہی اس نے لوہے کا حفاظتی سامان باندھا ہوا تھا جس سے گردن اور زرہ کے سامنے والے حصہ کو محفوظ کیا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ کیوں آئی ہیں؟ مجھے اپنی زندگی کی قسم! اللہ کی قسم! آپ بڑی دلیر ہیں۔

کیا آپ اس بات سے نہیں ڈریں کہ کوئی پریشانی آ سکتیہے یا شدید لڑائی ہو سکتی ہے یا دشمن گرفتار کر سکتا ہے؟ سیّدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ برابر مجھے سرزنش کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کا کاش اسی وقت میرے

لیے زمین پھٹ جائے اور میں اس میں چلی جاؤں۔اس مسلح آدمی نے اپنے چہرے سے اوزار ہٹائے تو دیکھا کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے، وہ بولے عمر! بڑے افسوس کی بات ہے۔ آپ نے آج بہت زیادتی کر ڈالی۔کہاں ہے لڑائی اور اللہ تعالیٰ کے سوا فرار کس کی طرف ہو سکتا ہے؟ سیّدہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔وہ یہ بات کر ہی رہے تھے کہ ایک مشرک قریشی نے جس کا نام ابن العرقۃ تھا، نشانہ لے کر ان پر تیر چلا دیا۔اور ساتھ ہی کہا میں ابن عرقہ ہوں، لے میری طرف سے یہ تیر، وہ تیر ان کے بازو کے اکحل نامی رگ پر آ کر لگا۔اور اسے کاٹ ڈالا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا یا اللہ تو مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک تو بنو قریظہ کے بارے میں میری آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کر دے۔سیّدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بنو قریظہ جاہلیت کے دور میں یعنی قبل از اسلام ان کے حلیف اور ساتھی تھے، سیدہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان کے زخم سے خون بہنے لگا، اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر تیز آندھی بھیج دی اور اس نے لڑائی میں اہل ایمان کیکفایت کی، اللہ تعالیٰ بڑا ہی صاحب قوت اور سب پر غالب ہے۔

ابو سفیان اور اس کے ساتھی تہامہ کی طرف چلے گئے اور عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد کی طرف چلے گئے اور بنو قریظہ واپس آ کر اپنے قلعوں میں بند ہو گئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف واپس آئے، ہتھیار اُٹھا کر رکھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں چمڑے کا ایک خیمہ نصب کرنے کا حکم صادر فرمایا، اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی دوران جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے ان کے دانتوں پر ابھی غبار کے آثار تھے۔انہوں نے کہا (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہتھیار اتار کر رکھ دیئے؟ اللہ کی قسم! فرشتوں نے تو

ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔

آپ بنوقریظہ کی طرف روانہ ہوں اور ان سے قتال کریں۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہتھیار سجا لئے اور لوگوں کو (بنوقریظہ کی طرف) روانگی کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روانہ ہوئے تو آپ بنوغنم کے پاس سے گزرے، وہ لوگ مسجد کے پڑوسی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ابھی تمہارے پاس سے کون گزر کر گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس سے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ گزر کر گئے ہیں، دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی داڑھی، دانت اور چہرہ جبریل علیہ السلام سے مشابہت رکھتا تھا۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنوقریظہ کی طرف تشریف لے گئے اور پچیس (۲۵)

راتوں تک ان کا محاصرہ کیا۔ جب ان کا محاصرہ سخت اور ان کی مصیبت بھی فزوں ہوئی تو ان سے کہا گیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ پر راضی ہو جاؤ۔ انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمند ر رضی اللہ عنہ سے مشاورت کی تو انہوں نے اشارے سے ان کو بتلا دیا کہ وہ تو تمہیں ذبح، قتل، کریں گے بنوقریظہ نے کہا کہ ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم انہی کے فیصلہ کو تسلیم کرلو۔ انہوں نے بھی اس پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر بلوایا۔ ان کو لایا گیا تو وہ گدھے پر سوار تھے جس پر کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی کاٹھی تھی۔ انہیں گدھے پر سوار کیا گیا تھا اور ان کی قوم کے لوگ ان کے اردگرد تھے انہوں نے کہا اے ابوعمرو! وہ آپ کے حلیف اور دوست ہیں اور وہ بدعہدی بھی کر چکے ہیں ان کا مطلب یہ تھا کہ ذرا سوچ سمجھ کر فیصلہ کریں۔ ان کے

سارے احوال سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ وہ ان کی باتیں خاموشی سے سنتے آئے اور ان کی کسی بات کا انہیں جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی ان کی طرف انہوں نے دیکھا۔ جب وہ بنوقریظہ کے گھروں کے قریب پہنچے تو اپنی قوم کی طرف رخ کر کے کہا اب مجھ پر ایسا موقعہ آیا ہے کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی

پروانہ کروں۔ ابوسعید (راوی) کہتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے سیّد یعنی سردار کی طرف اُٹھ کر جاؤ اور پکڑ کر انہیں گدھے سے اتارو، یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ ہمارا سیّد (مالک، آقا) تو اللہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہیں اتارو، انہیں اتارو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا تم ان کی بابت فیصلہ کرو۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے متعلق یہ فیصلہ دیتا ہوں کہ ان میں سے جن لوگوں نے مسلمانوں سے قتال کیا انہیں قتل کر دیا جائے۔ اور ان کی اولادوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال بطور مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ ان کا فیصلہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے ان کے متعلق ایسا فیصلہ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلہ اور منشا کے عین مطابق ہے۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی یا اللہ! اگر تیرے نبی اور قریش کے درمیان کوئی لڑائی ہونی باقی ہے تو مجھے اس لڑائی میں شرکت کے لیے زندہ رکھ اور اگر تیرے نبی اور قریش کے درمیان کوئی لڑائی ہونے والی نہیں تو مجھے اپنی طرف اُٹھا لے۔ ان کا زخم پھٹ گیا۔ حالانکہ وہ تقریباً ٹھیک ہو چکا تھا اور اس میں سے صرف ایک بالی، کان کے زیور کے بقدر زخمی باقی تھا۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد سعد رضی اللہ عنہ اپنے اس خیمہ کی طرف لوٹ آئے جوان

کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصب کرایا تھا۔ اُمّ المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے ہاں گئے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے کمرے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں کے رونے کی آوازوں کو الگ الگ شناخت کر رہی تھی۔ ان صحابہ کی آپس میں محبت ایسی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ {رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ} کہ یہ صحابہ آپس میں ایک دوسرے کے لیے ازحد شفیق و مہربان ہیں۔ علقمہ کہتے ہیں میں نے دریافت کیا اماں جان! ایسے مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح کیا کرتے تھے؟ فرمایا ان کی آنکھیں کسی کی وفات پر آنسو نہیں بہاتی تھیں۔ لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین ہوتے تو اپنی داڑھی مبارک کو ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے قارئین کرام اس مکمل حدیث کو دیکھنے پڑھنے کے بعد آپ بھی یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچنے ہونگے کے حضرت عمر جنگ سے فرار ہو کر باغ میں نہیں بیٹھے تھے بلکہ جنگی ڈیوٹی ہی سرنجام دے رہے تھے۔ اور دشمن کے تعاقب میں گھات لگا کر بیٹھے تھے، تبھی، تبھی دشمن کا تیر آ کر لگا، اور اکیلے عمر بھی نہیں طلحہ بن عبید اللہ اور سعد بھی تھے، جن کے کے متعلق آگے حدیث بیان ہوئی، اگر یہ لوگ جنگ سے فرار کر چکے ہوتے تو ان کے دشمن سے جنگ کرنے کا اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم نہ ہوتا۔

کیا حدیبیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرار ہوئے؟ اللہ یاری فنکاری کا اعتراض

اللہ یاری اپنے اندر کا زہر اگلتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کے مقام پر جنگ پر جانے کی تیاری کر لی، یعنی بیعت حدیبیہ سے فرار کیا معاذ اللہ۔ یاری فنکاری کی پیش کردہ وہی روایت قارئین کے سامنے رکھ دیتے ہیں، تاکہ وہ انصاف کریں کے اس میں ایسی کون سی بات ہے جو قابلِ طعن ہے؟

حَدَّثَنِي شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا صَخْرٌ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذَلِكَ، وَلَكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ اللَّهِ إِلَى فَرَسٍ لَهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْتِي بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ، وَعُمَرُ لَا يَدْرِي بِذَلِكَ، فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ، فَجَاءَ بِهِ إِلَى عُمَرَ وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، قَالَ: فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهُ حَتَّى بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ الَّتِي يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ۔

.عبداللہ، عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے، حالانکہ یہ غلط ہے۔ البتہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنا ایک گھوڑا لانے کے لیے بھیجا تھا' جو ایک انصاری صحابی کے پاس تھا تاکہ اسی پر سوار ہو کر جنگ میں شریک ہوں۔ اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لے رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ابھی اس کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ عبداللہ بن

عمر رضی اللہ عنہما نے پہلے بیعت کی پھر گھوڑا لینے گئے۔ جس وقت وہ اسے لے کر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ جنگ کے لیے اپنی زرہ پہن رہے تھے۔ انہوں نے اس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر آپ اپنے لڑکے کو ساتھ لے گئے اور بیعت کی۔ اتنی سی بات تھی جس پر لوگ اب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ابن عمر رضی اللہ عنہما اسلام لائے تھے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 4186)

اس حدیث میں حضرت عمر کا شجرہ کے نیچے بیعت کرنے بھی ذکر موجود ہے، نیر فنکاری صاحب کا اعتراض کے جنگ تھی نہیں تو زرہ کیوں پہنی، گھوڑا کیوں منگوایا، کیوں فنکاری تینوں بل آیا اے۔ درحقیقت جب حضرت عثمان غنی کی شہادت کی خبر موصول ہوئی تو ایسی صورت حال مسلمانوں کے اندر بن گئی جس کے سبب بیعت بھی ہوئی اور مکہ والوں سے ایسے جنگی خطرات نظر آئے جسکے سبب آپ نے گھوڑا اور زرہ منگوائی۔

جنگ حنین میں ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما فرار ہوئے؟ استغفر اللہ

غزوہ حنین میں، ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما ایک شیعہ معترض نے کہا کے فرار ہوئے۔ یہاں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کے جنگی صورتحال میں دشمن کے وار سے بچنے کے لئے آگے پیچھے ہوجانا کسی پہاڑی کی اوٹ میں چھپنا یا دشمن کے لئے گھات لگانا بھاگنا نہیں ہوتا۔ بھاگنا یہ ہے کہ میدان جنگ چھوڑ کر بندہ واپس چلا جائے۔ مخالفین جس روایت کا کچھ ٹکڑا پیش کرتے ہیں پہلے وہ مکمل پیش کرتے ہیں، جس سے آپ جان سکیں گے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھاگے نہیں بلکہ ان سے بھاگنے والوں کا پوچھا گیا، اگر وہ بھاگے ہوتے تو سوال یہ نہ ہوتا، اس روایت کے بعد پھر وہ روایت آپ کو

دیکھیائیں گے کہ شیخین ثابت قدم رہے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ، فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ، فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ، فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ، فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ، قَالَ: أَمْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، ثُمَّ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ، فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ، فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ، فَقُمْتُ، فَقَالَ: مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ، وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَاهَا اللَّهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقَ، فَأَعْطِهِ، فَأَعْطَانِيهِ، فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ۔

غزوہ حنین کے لیے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب جنگ ہوئی تو مسلمان ذرا ڈگمگا گئے (یعنی آگے پیچھے ہو گئے)۔ میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان کے اوپر غالب ہو رہا ہے، میں نے پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار ماری اور اس کی زرہ کاٹ ڈالی۔ اب وہ مجھ پر پلٹ پڑا

اور مجھے اتنی زور سے بھینچا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی، آخر وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میری ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے فرمایا، یہی اللہ عزوجل کا حکم ہے۔ پھر مسلمان پلٹے اور (جنگ ختم ہونے کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے لیے کوئی گواہ بھی رکھتا ہو تو اس کا تمام سامان وہتھیار اسے ہی ملے گا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ بیان کیا کہ پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ اس مرتبہ پھر میں نے دل میں کہا کہ میرے لیے کون گواہی دے گا؟ اور پھر بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اپنا فرمان دہرایا تو میں اس مرتبہ کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ فرمایا کیا بات ہے، اے ابوقتادہ! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی) نے کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں اور ان کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ آپ میرے حق میں انہیں راضی کر دیں (کہ سامان مجھ سے نہ لیں) اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑتا ہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حق تمہیں ہرگز نہیں دے سکتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
انہوں نے سچ کہا، تم سامان ابوقتادہ کو دے دو۔ انہوں نے سامان مجھے دے دیا۔ میں نے اس سامان سے قبیلہ سلمہ کے محلہ میں ایک باغ خریدا اسلام کے بعد یہ میرا پہلا مال تھا، جسے میں نے حاصل کیا تھا۔ (بخاری حدیث نمبر 4321)

ابو بکر عمر رضی اللہ عنہما کی ثابت قدمی

امام عبدالملک بن ہشام متوفی 213ھ لکھتے ہیں: جب ہوازن کی تیراندازی سے بھگدڑ مچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائیں جانب ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ کہاں ہیں؟ میرے پاس آئیں، میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبداللہ ہوں، کچھ نہیں ہوا، اونٹ ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے، اور مسلمان بھاگ گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مہاجرین اور انصار اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت میں سے چند لوگ تھے۔ مہاجرین میں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے وہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور اہل بیت میں سے حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت ابوسفیان بن الحارثؓ اور ان کے بیٹے، اور حضرت فضل بن عباس اور ربیعہ بن الحارث اور حضرت اسامہ بن زید اور ایمن بن عبید تھے اور ایمن اس دن شہید ہو گئے تھے۔ (سیرت ابن ہشام مع الروض الانف ج 4 ص 212، البدایہ والنہایہ ج 3 ص 529 طبع جدید، سیرت ابن کثیر ج 3 ص 266، بیروت)

کیا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنگ خیبر میں ناکام ہوئے؟

بے شمار شیعہ نے اعتراض کیا ہے کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خیبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ نے جنگ کا علم دیا اور وہ اپنی فوج سمیت بھاگ کر واپس آئے حتی کے آرمی کے لوگ ان کو بزدل کہتے تھے (استغفر اللہ)

جنگ خیبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ نے پرچم علی رضی اللہ عنہ کو دیا عمر رضی اللہ عنہ کو دیا ہی نہیں اس ہر ہم ابھی صحیح مسلم کی حدیث صحیح پیش کریں گے جس سے یہ بات آشکار ہو جائے گی کے عمر رضی اللہ عنہ دوسرے دن اس

قیادت کی تمنا کر رہے تھے، اگر پہلے وہ نا کام ہوئے ہوتے تو، تمنا کیوں کرتے؟ پھر ان پر جو یتیم العلم لوگوں کا طعن ہے وہ روایات صحیح نہیں ہیں۔ مسلم کی روایت ملاحظہ فرمائیں!

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: »لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ« قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، قَالَ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا، قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا، وَقَالَ: »امْشِ، وَلَا تَلْتَفِتْ، حَتَّى يَفْتَحَ اللهُ عَلَيْكَ« قَالَ فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ، فَصَرَخَ: يَا رَسُولَ اللهِ عَلَى مَاذَا أُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: »قَاتِلْهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ« سہیل کے والد (ابوصالح) نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا: ''کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ایک دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی تمنا نہیں کی، کہا: میں نے اس امید میں کہ مجھے اس کے لئے بلایا جائے گا اپنی گردن اونچی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا، ان کو وہ جھنڈا دیا اور فرمایا: ''جاؤ، پیچھے مڑ کر نہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ تمھیں فتح عطا کر دے۔'' کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کچھ دور گئے، پھر ٹھہر گئے، پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اور بلند آواز سے پکار کر کہا: اللہ کے رسول! کس بات پر لوگوں سے جنگ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اگر انھوں نے ایسا کر لیا تو انھوں نے اپنی جانیں اور اپنے مال تم سے محفوظ کر لیے، سوائے یہ کہ اسی (شہادت) کا حق ہو اور ان کا حساب اللہ پر ہوگا۔ [مسلم حدیث نمبر 6222]

وہ روایت دیکھیں جس کی بنیاد پر شیخین پر اعتراضات کئے جا رہے ہیں، آخر میں ہم ان روایات کی کلی کھول کر اس باطل طعن کو زائل کر دیں گے۔

عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ، ہم نے خیبر کا محاصرہ کر لیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا، لیکن فتح نہ ہوئی۔ دوسرے دن عمر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھاما، لیکن فتح نہ ہو سکی اور لوگوں کو اس دن بڑی مصیبت و پریشانی اور محنت و مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کل میں ایسے آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، وہ اس وقت تک نہیں لوٹے گا، جب تک فتح نہ ہو جائے گی۔“ ہم نے اس امید میں خوشگوار موڈ میں رات گزاری کہ کل فتح ہوگی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی، پھر کھڑے ہوئے، جھنڈا منگوایا۔ لوگ اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے۔ جو انسان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقام و مرتبے والا تھا، اسے جھنڈا بردار ہونے کی امید تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا، اس وقت وہ آشوب چشم کے مرض میں مبتلا تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب ان کی آنکھ پر لگایا اور پھر اسے صاف کر دیا اور انہیں جھنڈا تھما دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا کر دی۔ میں بھی ان میں تھا جو دیکھنے کے لئے گردن لمبی کر رہے تھے (کہ جھنڈا کس کو ملتا ہے؟)

اسی طرح یہ مسند احمد میں ہے!

عَنْ أَبِيهِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِحِصْنِ أَهْلِ خَيْبَرَ، أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اللِّوَاءَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَنَهَضَ مَعَهُ مَنْ نَهَضَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَقُوا أَهْلَ خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم ((لَأُعْطِيَنَّ اللِّوَاءَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ.))، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ دَعَا عَلِيًّا وَهُوَ أَرْمَدُ، فَتَفَلَ فِي عَيْنَيْهِ وَأَعْطَاهُ اللِّوَاءَ، وَنَهَضَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَقِيَ أَهْلَ خَيْبَرَ، وَإِذَا مَرْحَبٌ يَرْتَجِزُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ، وَهُوَ يَقُولُ: لَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ، شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ، أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ، إِذَا اللُّيُوثُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ، قَالَ: فَاخْتَلَفَ هُوَ وَعَلِيٌّ ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبَهُ عَلَى هَامَتِهِ حَتّٰى عَضَّ السَّيْفُ مِنْهَا بِأَضْرَاسِهِ، وَسَمِعَ أَهْلُ الْعَسْكَرِ صَوْتَ ضَرْبَتِهِ، قَالَ: وَمَا تَتَامَّ آخِرُ النَّاسِ مَعَ عَلِيٍّ حَتّٰى فُتِحَ لَهُ وَلَهُمْ.

(مسند احمد: ۲۳۴۱۹)

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خیبر کے قلعہ کے قریب نزول فرما ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جھنڈا دیا، کچھ مسلمان بھی ان کے ہمراہ گئے، ان کی خیبر والوں کے ساتھ لڑائی ہوئی، لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں کل یہ جھنڈا ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھ میں لعاب مبارک لگایا اور انہیں جھنڈا تھما دیا،

لوگ بھی ان کے ساتھ بھی گئے اور اہل خیبر سے ان کی لڑائی ہوئی، مرحب یہودی ان کے آگے آگے یہ رجز پڑھ رہا تھا: فَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبْ شَاكِي السَّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبْ أَطْعَنُ أَحْيَانًا وَحِينًا أَضْرِبُ إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ خیبر

بخوبی جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیار بند ہوں، سورما ہوں اور منجھا ہوا ہوں میں کبھی نیزہ مارتا ہوں تو کبھی ضرب لگاتا جب لڑائیاں بھڑک اٹھتی ہیں تو میں متوجہ ہوتا ہوں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور اس نے ایک دوسرے پر ایک ایک وار کیا، سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی کھوپڑی پر تلوار چلائی یہاں تک کہ تلوار اس کے سر کو چیر کر اس کی داڑھوں تک چلی گئی اور سارے اہل لشکر نے اس ضرب کی شدت کی آواز سنی، ابھی سارے لوگ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچے ہی نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کردی تھی۔ (مسند احمد 23031)

اس طرح کی دیگر روایات اور انکے جوابات

اسی طرح ابن أبی شیبہ میں ہے، 32080 حدثنا علی بن ہاشم عن محمد بن عبد الرحمن بن أبی لیلی عن الحکم والمنہال ونصف عن عبد الرحمن بن أبی لیلی قال

مصنف ابن أبی شیبہ, 36879 حدثنا ہوذۃ بن خلیفۃ قال حدثنا عوف عن میمون أبی عبد اللہ عن عبد اللہ بن بریدۃ الأنصاری الأسلمی عن أبیہ قال

المستدرك, 4338 أخبرنا أبو قتیبۃ سالم بن الفضل الآدمی بمکۃ ثنا محمد بن عثمان بن أبی شیبۃ ثنا علی بن ہاشم عن محمد بن عبد الرحمن بن أبی لیلی عن الحکم ونصف عن عبد الرحمن عن أبی لیلی عن علی

مسند بزار 4443- حدثنا محمد بن المثنى، قال: حدثنا أبو المساور الفضل بن مساور، قال: حدثنا عوف عن ميمون أبی عبد الله، عن عبد الله بن بریده عن ..الخ

المستدرك,4340 أخبرنا أبو العباس محمد بن أحمد المحبوبی بمرو ثنا سعید بن مسعود ثنا عبید الله بن موسی ثنا نعیم بن حکیم عن أبی مریم الثقفی عن علی رضی الله عنه قال

تاریخ دمشق لابن عساکر ،أخبرنا عبد الله بن حکیم عن أبیه حکیم بن جبیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال

مجمع الزوائد جزء 9 صفحة 124 أخبرنا عبد الله بن حکیم عن أبیه حکیم بن جبیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال

مجمع الزوائد :وعن محمد بن عبد الرحمن بن أبی لیلی قال قلت

تاریخ الطبری جزء 2 صفحة 136 :حدثنا ابن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا عوف عن میمون أبی عبد الله أن عبد الله بن بریدة حدث عن بریدة الأسلمی قال:

جواب:

ان میں کچھ رویات کی سند میں محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ انصاری الکوفی ہے جو کہ جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔قال أحمد بن حنبل: ابن أبي ليلى كان سيئ الحفظ (العلل: 1 / 116)

امام احمد کہتے ہیں اس کا حافظہ خراب تھا۔

وقال أحمد أيضا: كان يحيى بن سعيد يشبه مطر الوراق بابن أبي ليلى -يعني في سوء الحفظ- (العلل: 1 / 134). امام احمد مزید یہاں وضاحت کردی۔

وقال الترمذي: قال أحمد: لا يحتج بحديث ابن أبي ليلى (الترمذي: 2 / 199 / حديث 364). امام احمد کہتے ہیں اسکی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔

وقال البزار: ليس بالحافظ. (كشف الاستار: حديث 516). امام بزار کہتے ہیں اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔وقال الدارقطني: رديء الحفظ كثير الوهم. (السنن: 2/ 263)

".اه كلامه من هامش تهذيب الكمال۔(17 / 377)

امام درقطنی کہتے ہیں یہ بہت زیادہ وہمی تھا۔

حدیث سنن ابی داود، حدیث نمبر 752 کے تحت: امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: »هذا الحديث ليس بصحيح.« "یہ حدیث صحیح نہیں۔"

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: »ابن أبي ليلى كان سيء الحفظ.« "ابن ابی لیلیٰ خراب حافظہ والا تھا۔[العلل: 143 / 1]

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: »ومحمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى لا يحتج بحديثه، وهو أسوأ حالا عند أهل المعرفة بالحديث من يزيد بن أبي زياد.« "محمد بن

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کی حدیث حجت نہیں لی جائے گی، اس کی حالت محدثین کے نزدیک یزید بن ابی زیاد سے بھی بری تھی۔" [معرفہ السنن والآثار للبیھقی 2/419] پس اسکی روایات سے ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما پر طعن تار عنکبوت سے بے زیادہ ناتواں نکلا۔

ایک سند اندر میمون بن ابی عبداللہ الکندی ہے جو کہ ضعیف ہے

وقال الترمذی: يرْوِى عن ميناء هذا أحاديث منا كير." جامع الترمذي" ٣٩٣٩).

امام ترمذی کہتے ہیں اس کے پاس مناکیر روایات ہیں۔

وقال النسائي: ليس بثقةٍ، حدّث عبد الرزاق، عن أبيه عنه. "الضعفاء والمتروكون" ٦١٠) امام نسائی کہتے ہیں یہ ثقہ نہیں ہے۔ وذكره الدارقطني في. "الضعفاء والمتروكين ٥٠٢.)

امام دارقطنی نے اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔ باقی کئی محدثین نے اس پر جرح کی ہے ملاحظہ فرمائیں!

تاريخ الدوري: ٢/ ٥٩٩، وعلل أحمد: ١/ ١٦١، و١٦٢، ٣٤٣، و٢/ ١٦٥، وتاريخ البخاري الكبير: ٧/ الترجمة ١٤٥٨، وتاريخه الصغير: ١/ ٣٠٦، والكنى لمسلم، الورقة ٦٠، وسؤالات الآجري لابي داود: ٤/ الورقة ٤، وضعفاء العقيلي، الورقة ٢٠٨، والجرح والتعديل: ٨/ الترجمة ١٠٥٧، وثقات ابن حبان: ٥/ ٤١٨، والكامل لابن عدي: ٣/ الورقة ١٣٦، وضعفاء ابن الجوزي، الورقة ١٦٠ وميزان الاعتدال: ٤/ الترجمة ٨٩٧١، والمغني: ٢/ الترجمة ٦٥٦٤ ونهاية السول، الورقة ٣٩٥، وتذهيب التهذيب: ٤/ الورقة ٨٨ وتهذيب التهذيب: ١٠/ ٣٩٣، والتقريب: ٢/ ٢٩٢.)

کچھ رویات میں حکیم بن جبیر ہے جو کے سخت ضعیف ہے۔

وقال النسائی: لیس بالقوی [تهذيب التهذيب (1/472]

وقال النسائی: حکیم بن جبیر کوفی ضعیف [الکامل فی الضعفاء (2/505)]

وقال النسائی: لیس بالقوی [تهذيب الكمال (7/165)]

وفی »الکامل« لابن عدی: قال النسائی ضعیف [إ کمال تهذيب الكمال (4/116)]

امام نسائی کہتے ہیں یہ قوی نہیں ہے یہ ضعیف ہے۔

سفیان الثوری

الذی رأیت فی کتاب » العقیلی « ضعفه سفیان [إ کمال تهذيب الكمال (4/116)]

ضعیف۔

وفی » کتاب ابن مثنی «: سمعت الثوری یحدث عنه [إ کمال تهذيب الكمال (4/116)]

امام ثوری نے اس پر کلام کیا ہے۔

فقال: حدثنی یحیی القطان قال: سألت شعبة عن حدیث حکیم بن جبیر فقال: أخاف النار [تهذيب الكمال (7/165)]

وقال معاذ بن معاذ: قلت لشعبة: حدثنی بحدیث حکیم بن جبیر، قال: أخاف النار. [تهذيب التهذيب (1/472)]

امام شعبہ سے ابن جبیر کی حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مجھے اس آگ سے ڈر لگتا ہے۔

سمعت ابن حماد یقول: قال البخاری: حکیم بن جبیر الأسدی، عن سعید بن جبیر، وإبراهیم، روی عنه الثوری، یعنی: والأعمش هو الکوفی، کان شعبة یتکلم فیه. [الکامل فی الضعفاء (2/505)]

حدثنا أحمد بن سنان، قال: قلت لعبد الرحمن بن مهدی: لم ترك حدیث حکیم بن جبیر ؟ فقال: حدثنی یحیی القطان، قال: سألت شعبة، عن حدیث حکیم بن جبیر فقال: أخاف النار [الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم (3/201)]

امام شعبہ سے ابن جبیر کی حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مجھے اس آگ سے ڈر لگتا ہے۔

حدثنا عبد الرحمن، نا أحمد بن سنان قال: قلت لعبد الرحمن بن مهدی: لم ترکت حدیث حکیم بن جبیر ؟ فقال: حدثنی یحیی القطان قال: سألت شعبة عن حدیث حکیم بن جبیر فقال: أخاف النار [الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم (1/139)]

حدثنا أحمد بن جعفر، حدثنا روح الکرابیسی، قال: حدثنا علی بن المدینی، عن معاذ بن معاذ، قلت لشعبة: حدثنی بحدیث حکیم بن جبیر ؟ فقال: أخاف النار. [الکامل فی الضعفاء (2/505)]

ثنا الجنیدی، ثنا البخاری، ثنا أحمد بن سنان، قال: سألت عبد الرحمن بن مهدی: لم ترکت حکیم بن جبیر ؟ فقال: حدثنی یحیی القطان، قال: سألت

شعبة عن حديث من حديث حكيم بن جبير، قال: أخاف النار. [الكامل فى الضعفاء (2/505)]

وقال معاذ بن معاذ قلت لشعبة: حدثني بحديث حكيم بن جبير، فقال: أخاف النار [تهذيب الكمال (7/165)]

وقال أحمد بن سنان القطان قلت لعبد الرحمن بن مهدى: لم تركت حديث حكيم بن جبير؟ فقال: حدثني يحيى القطان قال: سألت شعبة عن حديث حكيم بن جبير فقال: أخاف النار [تهذيب الكمال (7/165)]

امام شعبہ سے ابن جبیر کی حدیث کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مجھے اس آگ سے ڈر لگتا ہے۔

أخبرنا الحسن بن سفيان، حدثنا عبد العزيز بن سلام، قال: سمعت محمد بن عبد الرحمن العنبرى، عن عبد الرحمن بن مهدى، وسئل عن حكيم بن جبير، فقال: إنما روى أحاديث يسيرة، وفيها أحاديث منكرات. [الكامل فى الضعفاء (2/505)]

امام ابن مہدی کہتے ہین کہ اس نے کچھ روایات تیکن کی ہیں اور منکر روایات کی ہیں۔

يحيى بن معين

حدثنا عبد الرحمن، أنا ابن أبي خيثمة فيما كتب إلى، قال: سمعت يحيى بن معين يقول: حكيم بن جبير ليس بشيء. [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (3/201)]

وقال ابن معين: ليس بشيء. [تهذيب التهذيب (1/472)]

وقال أبو بكر بن أبي خيثمة، عن يحيى بن معين: ليس بشيء [تهذيب الكمال

[(165/7)]

حدثنا ابن حماد، قال: حدثنا معاوية بن صالح، عن يحيى، قال: حكيم بن جبير ضعيف. [الكامل فى الضعفاء (505/2)]
حدثنا ابن حماد، وابن أبي بكر، قالا: حدثنا عباس، قال: سمعت يحيى يقول: حكيم بن جبير ليس بشيء. [الكامل فى الضعفاء (505/2)]
امام یحیی بن معین کہتے ہیں ابن جبیر کوئی چیز نہیں اور یہ ضعیف ہے
وقال يعقوب بن شيبة: ضعيف الحديث [تهذيب الكمال (165/7)]
امام یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں ضعیف ہے۔
أبو حاتم الرازى
حدثنا عبد الرحمن، قال: سألت أبي عن حكيم بن جبير فقال: ما أقربه من يونس بن خباب فى الرأى والضعف، وهو ضعيف الحديث، منكر الحديث، له رأى غير محمود، نسأل الله السلامة. [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (3/201)]
وقال أبو حاتم: ضعيف الحديث، منكر الحديث، [تهذيب التهذيب (1/472)]
امام ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ ضعیف الحدیث ہے، اور منکر الحدیث ہے۔
وذكر الآجرى عن أبي داود، وأبو محمد بن الجاورد فى كتاب »الضعفاء«، والجوزقانى فى كتاب »الموضوعات«: إنه ليس بشيء [إكمال تهذيب

الکمال (4/116)]

وقال الآجری، عن أبی داود: لیس بشیء [تہذیب التہذیب (1/472)]
یہ کچھ بھی نہیں ہے۔

وقال المروذی: وسألته - یعنی: أبا عبد الله - عن حکیم بن جبیر، فقال:
لیس بذاك [إکمال تہذیب الکمال (4/116)]
امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔
قال أحمد: ضعیف الحدیث، مضطرب [تہذیب التہذیب (1/472)]
ضعیف الحدیث اور مضطرب ہے۔
وقال ابن حبان: کان غالیا فی التشیع کثیر الوهم ۔ تہذیب الکمال (4/
116)]
امام ابن حبان کہتے ہیں یہ غالی شیعہ اور بڑا وہمی تھا۔
حدثنا عبد الرحمن، أنا عبد الله بن أحمد بن محمد بن حنبل فیما کتب إلی، قال:
سألت أبی عن حکیم بن جبیر فقال: ضعیف الحدیث مضطرب. [الجرح
والتعدیل لابن أبی حاتم (3/201)]
قال عبد الله بن أحمد بن حنبل عن أبیه: ضعیف الحدیث مضطرب [تہذیب
الکمال (7/165)]
ضعیف الحدیث اور مضطرب ہے۔ ابن حبان

ضعیف، رمی بالتشیع، [تقریب التهذیب (1 / 265)]

امام ابن حجر اس کو شیعہ اور ضعیف کہتے ہیں

وقال الجوزجانی: کذاب [تہذیب التہذیب (1/472)]

وقال إبراهیم بن یعقوب السعدی: کذاب [تہذیب الکمال (7/165)]

وقال الجوزجانی: کذاب [إکمال تہذیب الکمال (4/116)]

سمعت ابن حماد یقول: قال السعدی: حکیم بن جبیر کذاب [الکامل فی الضعفاء (2/505)]

امام الجوزجانی اس کو کذاب کہتے ہیں۔

وقال الدارقطنی: متروك [تہذیب التہذیب (1/472)]

امام دارقطنی اس کو متروک کہتے ہیں۔

وقال أبو الحسن العجلی: الکوفی ضعیف الحدیث، غال فی التشیع [إکمال تہذیب الکمال (4/116)]

امام عجلی اس کو کوفی ، غالی شعیہ، اور ضعیف کہتے ہیں۔

کچھ میں ابی مریم الحنفی ہے جو کے مجہول ہے

ایک سند میں عباد بن یعقوب الاسدی ہیں یہ مشہور شعیہ اور بخاری کے رجال میں سے ہیں۔ دارقطنی نے شیعہ اور صدوق لکھا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ رفض کے مبلغ تھے۔ یہ کلیہ سب اہل علم جانتے ہیں کے ایسے شخص کی رویات جو اسکے مذہب کو سپورٹ کرتی ہے مسترد کی جائے گی جبکہ ایک فنکاری حقائق پر پردہ ڈال رہا ہے۔

ایک سند میں حسین واقدبھی ہیں جس کو امام احمد نے نقل کیا ہے اور امام احمد العلل وغیرہ میں اس پر جرح

بھی کی ہے۔• وقال الميمونی: قال أبو عبد الله: حسين بن واقد، له أشياء مناكير. »سؤالاته« (444)

امام احمد لکھتے ہیں کے حسین بن واقد کے پاس مناکیر ہیں۔ یہ مختصر جواب ہے جو ہم نے تحریر کیا وگرنہ ان روایات پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔

دانا کے لئے کافی ہے اک لفظ نصیحت

ناداں کے لئے ناکافی ہے مکتب رسالہ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کر دیا تھا

اسی طرح بے شمار شیعہ یہی اعتراض بڑی ہی توہین کے ساتھ تقریری اور تحریری طور پر کیا جس کا جواب ہماری پہلی کتاب اثبات الامامت، جو کے نجفی ڈھکو کے رد میں ہے، اس میں تسلی بخش دیا گیا ہے یہاں بھی کچھ پیش کیا جا رہا ہے۔ جواب: تاریخ کی بعض روایات میں آتا ہے کہ اس موقع پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیعت سے انکار کر دیا تھا لیکن یہ روایات درست نہیں ہیں کیونکہ مشہور مؤرخ طبری نے جہاں انکار کی روایات نقل کی ہیں وہاں ایک روایت میں یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں ''فتتابع القوم وبایع سعد'' کہ حاضرین نے حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر لگاتار بیعت کی اور سعد نے بھی بیعت کی۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل مسند احمد میں سند صحیح کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر نے اپنے خطاب کے دوران جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا حوالہ دیا کہ ''الائمۃ من قریش'' حکمران قریش میں سے ہوں گے تو حضرت سعد بن عبادہ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا ''فانتم الامراء ونحن الوزراء'' پس تم امیر ہو گے اور ہم تمہارے وزیر ہوں گے۔ اس لیے بیعت صدیق اکبر سے حضرت سعد بن عبادہ کے انکار کی روایات درست نہیں ہیں اور

صحیح بات یہی ہے کہ دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔

پیر عبد القادر شاہ صاحب کا ابن علی رضی اللہ عنہما پر اعتراض

پیر صاحب نے ایک بیان میں امام محمد بن حنفیہ پر کڑی تنقید کی، جس میں انھوں نے کہا کہ انھوں نے اکثر و بیشتر جنگوں میں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ساتھ نہیں دیا، یزید کی بیعت کر لی تھی اور یزید سے پیسے بھی وصول کئے۔ پیر صاحب نے امام محمد بن حنفیہ پر سنگین قسم کے الزام لگائے ہیں جو کے ثابت نہیں ہیں۔ حضرت سیدنا امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ آپ کا نام محمد ابن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہے، کنیت ابوالقاسم ہے اور آپ کی والدہ سیدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یمامہ کے غزوہ میں سیدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ سلام اللہ علیہا قید ہو کر مدینہ منورہ لائی گئیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے نکاح میں آئیں۔ ایک روایت کے مطابق حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے قبیلے بنو حنیف کی وجہ سے حنفیہ کہا جاتا ہے۔ امام محمد بن حنفیہ جنگ جمل میں نہ صرف شریک تھے بلکہ جنگ کے علمبردار بھی تھے، اور صفین میں بھی شامل تھے پھر نہ جانے کیوں پیر صاحب پریشان ہیں۔ امام محمد بن حنفیہ کی یزید سے بیعت اور پیسے بلکل ثابت نہیں ہے۔ رہی یزید کی طرفداری کی بات تو وہ بھی ابن کثیر وغیرہ کی کتب میں بے سند اور باطل ہے کسی بھی صحیح روایت میں یزید کے لئے محمد بن حنفیہ سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ رہی بات امام محمد بن حنفیہ کی امام کو عراق نہ جانے کا مشورہ دینا یہ اخلاص پر مبنی تھا نہ کے بغض پر جیسے پیر صاحب نے سمجھ لیا۔ پیر صاحب کو شاید ان سے چڑھ صرف اس لیے ہے کے انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت والی حدیث نقل کی جس کو بخاری نے بیان کیا جو اوپر گزری۔ پیر

صاحب کو یہ روایت بڑی شاق گزری اس پر کلام کرنا چاہتے ہیں مگر یہی لایعنی قسم کے اعتراضات جو اوپر ذکر ہوئے اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔

پیر عبدالقادر شاہ صاحب کا اعتراض کے صحابہ کرام نے پیسے لے کر یزید کی بیعت کی تھی

پیر صاحب کی یہ بھی ایک غلط فہمی ہے کہ صحابہ کرام نے یزید سے پیسے لے کر بیعت کی تھی۔ جو روایات عبداللہ بن جعفر کے متعلق انساب الاشراف میں ہیں، وہ بالکل بے سند ہیں اور لایعنی ہیں۔ اسی طرح ابن زبیر ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم کی تو کوئی بات ثابت نہیں، شاید پیر صاحب کا اشارہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔ تو یاد رہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق جو رایت فتح الباری میں ہے اس میں مؤمل بن اسماعیل ہے جو کہ ضعیف ہے۔

مگر پھر بھی اگر ایسا ثابت ہووی پیسے بیعت یزید کے عوض ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں لئے تھے، وگرنا وہ اسی وقت بیعت کر لیتے، جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں یزید کے بیعت نہیں کی اور انکار کرتے رہے حتی کے یزید کے دور میں بوجہ مجبوری بیعت کی۔